زیادتی تعداد لازمی نہیں ہے' کیونکہ اگر تعداد کم ہو لیکن لوگ ثابت قدم ہوں اور مشکلات برداشت کرنے والے ہوں اور جذبات پر قابو رکھتے ہوں تو کثیر جماعت پر غالب ہوں گے۔

یہ نہایت ضروری تعلیم حسب ذیل آیتوں کے ذریعے سے دی گئی ہے :

﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ ....

وَقَالَ لَهُمْ نَبِیُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْۤا اَنّٰى یَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَیْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ یُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَیْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ ....

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِیْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَیْسَ مِنِّیْ ۚ وَمَنْ لَّمْ یَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّیْۤ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ بِیَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْیَوْمَ بِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ ؕ قَالَ الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِیْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ○ وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ ○ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ... ﴾ (البقرة : ۲۴۶-۲۵۱)

"اے پیغمبر! کیا تم نے بنی اسرائیل کے سرداروں کی حالت پر نظر نہیں کی کہ ایک زمانہ میں انہوں نے موسیٰ کے بعد اپنے وقت کے ایک پیغمبر سے درخواست کی تھی کہ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کر دیجئے کہ ہم اس کے سہارے سے اللہ کی راہ میں قتال کریں....

اور اُن کے پیغمبر نے اُن سے کہا کہ اللہ نے تمہاری درخواست کے مطابق طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر کیا ہے۔ اس پر لگے کہنے کہ اس کو ہم پر کیونکر حکومت مل

سکتی ہے حالانکہ اس سے تو حکومت کے ہم ہی زیادہ حقدار ہیں کہ اس کو تو مال و دولت کے اعتبار سے بھی کچھ ایسی فارغ البالی نصیب نہیں ہے۔ پیغمبر نے کہا کہ اللہ نے تم پر حکمرانی کے لئے اسی کو پسند فرمایا ہے اور علم میں اور جسم میں اس کو بڑی فراخی دی ہے ....

پھر جب طالوت فوجوں سمیت اپنے مقام سے روانہ ہوا تو اس نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ راستہ میں ایک نہر پڑے گی' اللہ اس نہر سے تمہارے صبر کی جانچ کرنے والا ہے' جو اس کا پانی پی لے گا وہ میرا ساتھی نہیں۔ میرا ساتھی صرف وہ ہے جو اس سے پیاس نہ بجھائے' ہاں ایک آدھ چلو کوئی پی لے تو پی لے۔ مگر اُن لوگوں میں سے معدودے چند کے سوا سبھی نے اس میں سے پی لیا۔ پھر جب طالوت اور ایمان والے جو اس کے ساتھ تھے' نہر سے پار ہو گئے تو جن لوگوں نے طالوت کی نافرمانی کی تھی لگے کہنے کہ ہم میں تو جالوت اور اس کے لشکر سے مقابلہ کرنے کا دم نہیں ہے۔ اس پر وہ لوگ جن کو یقین تھا کہ اُن کو خدا کے حضور میں حاضر ہونا ہے' بول اٹھے کہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ اللہ کے حکم سے تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آ گئی ہے' اور اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔ اور جب وہ جالوت اور اس کی فوجوں کے مقابلے میں آئے تو دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار! ہم پر صبر انڈیل دے' اور جنگ میں ہمارے پاؤں جمائے رکھ اور کافروں پر ہم کو فتح دے۔ پھر ان لوگوں نے اللہ کے حکم سے دشمنوں کو مار بھگایا....''

میدانِ جنگ میں کامیابی کے لئے اس قصّے میں خصوصیت سے اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ اگر افسر اعلیٰ درجہ کا ہو اور اس کے ساتھ اللہ سے تعلق رکھنے والے' ثابت قدم اور جذبات پر قدرت رکھنے والے اشخاص ہوں تو پھر خواہ تعداد کم ہو یہ کامیاب ہوں گے۔ عین حالت جنگ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کا بھی ذکر ہے۔ جن حضرات پر مادیت کا رنگ غالب ہو گا' وہ خیال کرتے ہوں گے کہ میدانِ جنگ میں رُوحانیت سے کیا تعلق' اس وقت تو صرف سامانِ حرب کی ضرورت ہے' ان کو یورپ کے ایک سپہ سالار کا یہ قول یاد آتا ہو گا :

God is on the side of heavier guns.

"خدا بھاری توپوں کی طرف ہوتا ہے"

لیکن ان حضرات کو معلوم ہونا چاہئے کہ خود یورپ جو مادیت کا مرکز ہے' ایسی مادیت کو خیرباد کہہ رہا ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ جرمنی کے مشہور جرنیل وان برن ہارڈی نے اپنی کثیرالاشاعت کتاب "جرمنی اینڈ دی نیکسٹ وار" میں جو ۱۹۱۱ء میں شائع ہوئی ہے' صفحہ ۲۲۳ پر میدانِ جنگ میں کامیاب ہونے کے لئے وہی شرائط درج کی ہیں جو آج سے تیرہ سو سال پہلے قرآن مجید اس قصّے کے ذریعے بتلا چکا ہے۔ جرمنی نے فن حرب میں جو کچھ ترقی کی اس کو مدنظر رکھ کر جب یہ خیال کیا جائے کہ اس کے قابل ترین جرنیل کامیابی کے لئے آج بھی وہی اصول بہترین سمجھتے ہیں جو صدیوں پیشتر قرآن کے ذریعے سے شائع ہوئے ہیں' تو کچھ اندازہ قرآن کی تعلیم کے متعلق ہو سکتا ہے۔ جنرل وان برن ہارڈی لکھتا ہے :

But within certain limits, which are laid down by the law of numbers, the true elements of superiority under the present system of gigantic armies are seen to be spiritual and moral strength and larger masses will be beaten by a small will-led and self devoted army.

"لیکن ایک حد تک جو کہ قانونِ اعداد سے وابستہ ہے' اس زمانہ کے بے شمار افواج کے نظام میں فوقیت کے حقیقی عناصر رُوحانی اور اخلاقی قوتیں ہیں اور بہت بڑی تعداد والی فوج ایک قلیل تعداد والی اور عمدہ افسر رکھنے والی اور جان باز فوج سے شکست کھا جائے گی۔"

اس موقعہ پر مَیں یہ ظاہر کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ یورپ کی مادیت نے بعض لوگوں پر ایسا اثر کیا کہ اس سے متاثر ہو کر وہ بعض اسلامی باتوں میں تاویل کرنے لگے۔ مثلاً حصولِ مقصد کے لئے دعا کو بھی منجملہ ذرائع کے ایک ذریعہ سمجھنے سے انکار کیا گیا۔ فرشتوں کے متعلق کہا گیا کہ بذاتِ خود اِن کی کوئی ہستی نہیں ہے' بلکہ مختلف قوتوں کو فرشتوں کے نام سے موسوم کر دیا ہے۔ بعض حالات میں جو اجازت تعدد ازدواج کی ہے' اس کی بھی ممانعت ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن یہ اطمینان بخش بات ہے کہ آہستہ آہستہ خود یورپ اور امریکہ بھی اسلامی خیالات کے پیرو ہوتے جاتے ہیں۔

یورپ کی جنگ عظیم کے دَوران میں جس وقت بحر شمالی میں انگلستان کے جنگی جہاز

جرمن جنگی جہازوں سے سرگرم پیکار ہوئے تو بذریعہ تار گرجا گھروں کو اطلاع دی گئی کہ لوگوں کو جمع کر کے فوراً خدا سے کامیابی کے لئے دعا شروع کر دی جائے۔ نیز اسی سال قیصرِ جرمنی کی سالگرہ کے موقعہ پر کوئی جشن اور جلسے نہیں کئے گئے، بلکہ ہدایت کی گئی تھی کہ تمام دن محض دعا کی جائے۔

ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ خود یورپ میں بھی آج کل دعا کو کس قدر اہمیت دی جاتی ہے۔

سر اگیور لاج ڈی۔ ایس۔ سی۔ ایل۔ ایل۔ ڈی۔ ایف۔ آر۔ ایس پرنسپل برمنگھم یونیورسٹی و پریذیڈنٹ برٹش ایسوسی ایشن آف سائنس اپنے مضمون "کیا موت کے بعد زندگی ہے" میں جو دسمبر ۱۹۱۴ء کے ریویو آف ریویوز میں شائع ہوا ہے، فرشتوں کے متعلق لکھتے ہیں :

We here on this planet are limited in certain ways, and are blind to much that is going on, but I tell you that we are surrounded by beings working with us.

All that which religions tell us that angels are with us, is I believe literally true. That is why I say that man is not alone. That is why I say that I know he is surrounded by intelligences. And I tell you that there are higher Intelligences.

Our senses give us certain information. But it is very limited. We could not explore the universe very well, if we had only our senses. We increase them, we add to them to them by instruments of all kinds : microscopes, telescopes and so on are additions to our senses and so we have learned more. But aided however much they be, the senses tell us still only a little, and there are a multitude of things of which at present we are in complete ignorance. And yet with some of these things we are in touch'not through our senses. For we are not body alone. We are mind and conciousness and souls as well. And with some of those higher intelligences man has intercourse and connection through channels other

than those of the bodily organs.

"ہم اس سیارہ پر بعض حیثیتوں سے محدود حالت میں ہیں۔ اور گردوپیش جو کچھ ہو رہا ہے اس میں بہت سے حصے ہمیں نظر نہیں آتے ہیں۔ لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ ہم ایسی ہستیوں سے گھرے ہوئے ہیں جو کہ ہمارے ساتھ کام کرتی رہتی ہیں۔ میرا یقین ہے 'جیسا کہ مذاہب ہم کو بتاتے ہیں کہ فرشتے ہمارے ساتھ ہیں' یہ بالکل صحیح ہے۔ اسی لئے مَیں کہتا ہوں کہ انسان تنہا نہیں ہے۔ اسی لئے مَیں کہتا ہوں کہ میں جانتا ہوں کہ وہ رُوحانی ہستیوں سے گھرا ہوا ہے اور مَیں تم سے کہتا ہوں کہ اعلیٰ رُوحانی ہستیاں موجود ہیں۔ ہمارے حواسِ خمسہ ہم کو بعض معلومات بہم پہنچاتے ہیں' لیکن یہ بہت محدود معلومات ہوتی ہیں۔ اگر صرف ہمارے حواس ہی موجود ہوتے تو ہم عالم کی تحقیقات اچھی طرح سے نہ کر سکتے۔ لیکن ہم اِن حواس کو ترقی دیتے ہیں اور ہر قسم کے آلات کے ذریعے سے ان میں اضافہ کرتے ہیں۔ خوردبین و دُوربین وغیرہ ہماری حواس کی قوتوں وغیرہ میں اضافہ کرنے والی ہیں اور اس طریقے سے ہم زیادہ علم حاصل کر سکے ہیں۔ لیکن گو اِن حواس کو کتنی ہی مدد دی جائے یہ ہمیں بہت ہی کم اطلاعات بہم پہنچاتے ہیں' جبکہ کثرت سے ایسی چیزیں موجود ہیں جن سے ہم ابھی تک محض ناواقف ہیں۔ بایں ہمہ ان میں سے بعض سے ہمارا تعلق ہے' لیکن یہ تعلق ہمارے حواس کے ذریعے سے نہیں ہوتا' کیونکہ ہم صرف جسم نہیں ہیں' ہم نفس ناطقہ' وجدان اور روح بھی ہیں۔ اور بعض اعلیٰ رُوحانی ہستیوں سے انسان کا تعلق ایسے ذرائع سے ہے جو جسمانی اعضاء سے وابستہ نہیں ہیں۔"

تعددِ ازدواج کے متعلق امریکہ کا مقنن اور جرنلسٹ واکر رسالہ "دی فورم" میں لکھتا ہے :

The true goal of the feminist movement is polygamy legalised regulated by the state, respectable and moral. The experiment of theoretically strict monogamy has never been a success. It has never existed is as an actual condition at any period of the world's history, and does not exist today. The tragically familiar figure of the prostitute alone a sufficient proof. She will never disappear until

mankind has been radically made over, or until there is a revival of some scheme of the relations of the sexes more rational and possible than strict mongoamy. It may be predicated that the re-establishment of a system of legitimate unnatural a polygamy would go far towards lessening divorce by relieveing some of the unnatural tensions due to the present monogamous ideal with its faulty workings.

"تحریک نسواں کا حقیقی مطمحِ نظر ایسا تعددِ ازدواج (ایک سے زیادہ بیویاں ہونا) ہے جو قانونی ہو اور سلطنت کے ذریعے سے اس کا انتظام ہو' اور مبنی بر اخلاقِ حسنہ ہو اور مقتدر ہو۔ وحدتِ ازدواجی (ایک بیوی ہونا) کے سخت اصول کا تجربہ کبھی کامیاب نہیں ہوا اور دُنیا کی تاریخ کے کسی حصّے میں اس کا وجود بحیثیت واقعہ حقیقی کے نہیں رہا ہے اور نہ آج کہیں اس کا وجود ہے۔ بازاری عورت کا المناک مگر روز مرہ کا مشاہدہ ہی تنہا اس کا کافی ثبوت ہے۔ اس کا وجود فقط اسی حالت میں غائب ہو سکتا ہے کہ یا تو انسانی فطرت بالکل بدل جائے اور یا مَرد و عورت کے باہمی تعلقات ایسے طریقوں سے بدل جائیں جو وحدتِ ازدواجی کی نسبت زیادہ ممکن اور عقل سے زیادہ مطابق ہوں۔ یہ پیشین گوئی کی جاسکتی ہے کہ تعددِ ازدواج کا قانونی طریقہ سے دوبارہ اجرا طلاق کے کم کرنے میں بہت زیادہ مؤثر ہوگا کیونکہ اس کی وجہ سے بعض غیر معمولی مناقشے اور نزاعات جو موجودہ وحدتِ ازدواجی کے اصول اور اس کے ناقص حالات کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں' وہ جاتے رہیں گے"۔

اس موقع پر ان چند مسائل کا ذکر کرنے سے غرض یہ ہے کہ اسلامی تعلیم کا وہ نہایت قلیل حصہ بھی جس کے متعلق یہ لکھا گیا تھا کہ یورپین مادیت کی تہذیب سے رنگے ہوئے لوگ اُسے قبول نہ کر سکیں گے (اور غالبًا اسی لئے اس میں تاویلیں شروع کر دی گئی تھیں) اس قدر فطرت کے مطابق ہے کہ تجربے کے بعد آخر کار اِس کے مخالف بھی اس کی پیرو ہونے پر مجبور ہوتے جاتے ہیں۔

یورپ اور امریکہ کے فاضلوں کے یہ اقتباسات ان امور کی صحت کے لئے بطور استدلال کے پیش نہیں کئے گئے' کیونکہ اس کی مطلق ضرورت نہیں ہے ؏

حاجتِ مشّاطہ نیست روئے دل آرام را

قصّہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصّے میں یہ تعلیم ہے کہ چاہے اپنے عزیز رشتہ دار اور ساری دُنیا اپنے خلاف ہو جائے، مگر بندۂ مومن اللہ کے احکام کی پیروی کو ہرگز نہ چھوڑے اور اپنے صحیح مقصد کی تکمیل میں مصروف رہے، خواہ کتنی ہی مشکلات برداشت کرنا کیوں نہ پڑیں اور کتنی ہی قربانیوں کی ضرورت کیوں نہ ہو۔ نیز اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کا نمونہ حضرت نے پیش کیا ہے کہ اپنے بیٹے تک کی قربانی کے لئے تیار ہوئے اور حضرت اسمٰعیل خود بھی تیار ہو گئے۔

﴿ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ . . . . ﴾ (الممتحنة : ۴)

"(مسلمانو) ابراہیم اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے (یعنی اُس وقت کے مسلمان) پیروی کرنے کو تمہارے لئے ان کا ایک اچھا نمونہ ہو گزرا ہے۔ جبکہ انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ ہم کو تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کی تم خدا کے سوا پرستش کرتے ہو، کچھ بھی سروکار نہیں ہے، ہم تم لوگوں کے عقیدے کو بالکل نہیں مانتے اور ہم میں اور تم میں کھلم کھلا عداوت اور دشمنی قائم ہو گئی ہے، اور یہ دشمنی تو ہمیشہ کے لئے رہے گی، جب تک کہ تم اکیلے خدا پر ایمان نہ لاؤ....."

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو پورے طور سے سمجھایا، لیکن جب وہ مقصد کے مخالف رہا تو آپ نے اس سے بھی قطع تعلق کیا۔

﴿ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا ۝ ﴾ (مریم : ۴۲)

"جب انہوں نے اپنے باپ سے کہا اے باپ! آپ کیوں بُتوں کی پرستش کرتے ہیں جو نہ